© rasailojaraid.com

عالمی اسلامی حکومت کا نظام

اسلامی نقطۂ نظر سے یہ ضروری نہیں ہے کہ ساری اسلامی دنیا کی حکومت کا نظم و نسق براہ راست ایک خلیفہ کے ہاتھ میں ہو۔ انتظامی اغراض کے لیے اگر مقامی حکومتیں اپنی اپنی جگہ خودمختار رہیں تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ ان سب کا قانون کتاب اللہ و سنت رسولؐ اللہ پر مبنی ہو۔ البتہ اسلام کا مقصود اس طرح پورا ہو سکتا ہے کہ تمام مقامی حکومتیں ایک عالم گیر اسلامی وفاق کی جز بن کر رہیں۔ اس وفاقی نظام کے اجزا میں سیاسی، معاشرتی، تہذیبی اور معاشی حیثیت سے پورا پورا تعاون ہو، صلح و جنگ اور بین الاقوامی تعلقات میں اس پورے نظام کی ایک پالیسی ہو، اور وفاقی مرکز پر خلیفہ اسلام بحیثیت صدر کے متمکن ہو جسے وفاقی اجزا باہمی اتفاق سے یا معتدبہ اکثریت سے منتخب کریں۔

ایک جمہوری نظام حکومت کا قیام و بقا تمام تر مملکت کے اجزائے ترکیبی کی اہلیت پر منحصر ہوتا ہے۔ جب مملکت کے باشندوں کی عظیم اکثریت ناتربیت یافتہ ہو اور ان میں اپنے حقوق و فرائض کا پورا شعور اور جمہوری دستور کی حفاظت کا طاقت ور ارادہ موجود نہ ہو تو وہ دستور کو ضائع کر دیتے ہیں، اور ایسی حالت میں کوئی جمہوری نظام نہیں چل سکتا۔ پھر خصوصیت کے ساتھ وہ جمہوریت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کی تھی، اس کا چلنا تو دستوری شعور سے بڑھ کر تقویٰ اور عدل اور امانت کی بہترین صفات پر موقوف تھا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانے میں مملکت اسلامیہ بیشتر ان لوگوں پر مشتمل تھی جنھوں نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انسانیت کاملہ کی تربیت پائی تھی۔ اس لیے خلافت کا نظام بہترین صورت پر چلا۔ بعد میں جب اسلامی فتوحات کا سلسلہ وسیع ہوا اور بکثرت ایسے لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے جنھیں پوری اسلامی تربیت نہ ملی تھی، تو خلافت میں ضعف آنا شروع ہو گیا، یہاں تک کہ جب ناتربیت یافتہ لوگوں کی عظیم الشان اکثریت، ایک قلیل التعداد تربیت یافتہ گروہ کے قابو سے باہر ہو گئی تو خلافت کے نظام کو اس کی اصلی صورت پر چلانا غیرممکن ہو گیا، اور خلافت کی جگہ بادشاہت ؔنے لے لی

(ابوالاعلیٰ مودودی: حواشی بر مضمون ''اسلامی قانون اور نظام معاشرت۔ ۲''، مصنف: پروفیسر ڈیوڈ۔ ڈی سانتی لان، ترجمہ: مولوی ابونصر محمد خالدی، ترجمان القرآن، ج ۱۴، عدد ۶، جمادی الاخریٰ ۱۳۵۸ھ، اگست ۱۹۳۹ء، ص ۱۹، ۲۶۔ ۲۷)۔

© rasailojaraid.com